



سوال

علامہ البانی کا ایک حدیث کو دو حکم لگانا

جواب

سوال: السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ میرا سوال یہ ہے کہ علامہ البانی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب ضعیف سنن النسائی صفحہ ۱۰۳ کتاب الطلاق حدیث نمبر ۱۰۱-۳۴ محمود بن لید والی حدیث کو ضعیف کہا ہے اور پھر اپنی کتاب غایۃ المرام صفحہ ۱۶۴-۱۶۵ لے اسی حدیث کو صحیح کہا ہے تو

جواب: علامہ البانی رحمہ اللہ کے کلام میں اس قسم کی کچھ چیزیں موجود ہیں جنہیں انہیں انہما یا عشرات یا تناقضات سے تعبیر کیا گیا ہے۔ علامہ البانی رحمہ اللہ کے اس قسم کے کلام میں کہ جس میں وہ ایک ہی روایت کے بارے میں دو مختلف قسم کے حکم لگا رہے ہوتے ہیں، دو قسم کے رویے دیکھے گئے ہیں:

ایک رویہ تو ان کے مخالفین کا ہے جیسا کہ حسن علی سقا نے 'تناقضات الابانی الواضحات' کے نام سے ان کی ایسی تمام روایات جمع کر دی ہیں جن میں بظاہر تناقض ہے۔ دوسرا رویہ جسے علامہ رحمہ اللہ کے شاگردوں اور تبعین نے اختیار کیا ہے کہ وہ اس قسم کے اختلافات کی ہر ایسی ممکن توجیہ کرتے ہیں کہ جس سے ان کے بیانات میں جمع ممکن ہو سکے جیسا کہ عبد اللہ بن فدا الخلیفی کی کتاب 'التوفیق الربانی فی الذب عن العلامة الابانی' ہے۔

میرے خیال میں دوسرا رویہ بہتر ہے بشرطیکہ اس میں غلو نہ ہو یعنی بعض اوقات معاملہ یہ ہوتا ہے کہ علامہ البانی رحمہ اللہ نے شروع میں ایک سند پر اپنی معلومات کے مطابق حکم لگا دیا، بعد میں ان کی معلومات اپ ڈیٹ ہو گئیں تو حکم بھی بدل گیا۔ اسے ہم اپنی زبان میں رجوع کہتے ہیں۔ پس جہاں محسوس ہوتا ہو کہ علامہ البانی رحمہ اللہ کے آخری حکم کا پہلے حکم کے ساتھ جمع ممکن نہیں ہے تو وہاں رجوع کا قول اختیار کرنا چاہیے اور جمع میں تکلف درست نہیں ہے کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ کوئی بھی معصوم نہیں ہے۔ اس بارے میں تراجم 'شیخ الابانی فی بعض احکامہ الحدیثیہ' ایک لہجہ لکھا ہے۔

مذکورہ بالا روایت کے بارے میں علامہ البانی رحمہ اللہ کے متفرق اقوال دیکھنے کے بعد راقم کو محسوس ہوتا ہے کہ علامہ البانی رحمہ اللہ نے اس روایت کی تضعیف سے تصحیح کی طرف رجوع کر لیا تھا اور پہلے قول سے رجوع کرنا کوئی عیب نہیں ہے۔ ائمہ اربعہ بلکہ خلفائے راشدین تک علم میں اضافہ کے ساتھ پہلے سابقہ اقوال سے رجوع کر لیا کرتے تھے۔ واللہ اعلم بالصواب